وزیر باتدبیر!

مہیش داس‘ اکبر اعظم کا وزیر تھا۔ لوگ اسے بیربل کے نام سے پہچانتے ہیں۔ بیربل حددرجہ ذہین‘ زمانہ شناس اور لائق انسان تھا۔ کسی بھی سنجیدہ ترین معاملے کو فوراً بھانپ لیتا تھا۔ اس کے بعد حددرجے دیانت داری سے بادشاہ کو اپنی رائے دیتا تھا۔ اس کی ذہنی سطح کے لوگ اکبر اعظم کے دربار میں بہت کم تھے۔ اسی لیے اسے نورتنوں میں شامل کیا گیا ہے۔ جس کا مطلب نو ہیرے ہیں۔ اکبر اعظم واحد مغل بادشاہ تھا جس کے دور اقتدار میں‘ برصغیر ایک عظیم سلطنت میں تبدیل ہو چکا تھا۔ یہاں یہ کہنا ضروری ہے کہ اکبر مکمل طور پر ان پڑھ تھا۔

اتنی بڑی کمی کے باوجود وہ برصغیر کا سب سے کامیاب اور مؤثر شہنشاہ گردانا جاتا ہے۔ اس کی کیا وجہ تھی۔ ان پڑھ ہونے کے باوجود وہ انتظامی‘ سیاسی‘ معاشی اور عسکری میدان میں اتنا کامیاب کیونکر ٹھہرا؟ اس کی اصل وجہ اس کے اردگرد حددرجے ذہین اور عقل مند نورتن تھے۔ یعنی اس کے وزیر حددرجہ زیرک لوگ تھے۔ اور اکبر ان کے قیمتی مشوروں کو بہت زیادہ اہمیت دیتا تھا۔

بیربل کا ذکر کرنا حددرجہ اہم ہے۔ کیونکہ اپنی افتادطبع کے لحاظ سے اپنے زمانے کا حددرجے کامیاب مشیر تھا۔ اس کی ذہانت کو بیان کرنے کے لیے آپ کے سامنے ایک واقعہ رکھنا چاہتا ہوں۔ بادشاہ نے‘ بیربل کو اپنا سفیر بنا کر ایک نزدیکی ریاست میں پیغام پہنچانے کے لیے بھجوایا۔ بیربل جب اس ریاست میں پہنچا تو اس کی بڑی آؤ بھگت کی گئی۔ مقامی راجہ کو معلوم تھا کہ بیربل حددرجہ ذہین انسان ہے۔ اس نے سوچا کہ گفتگو کرنے سے پہلے بیربل کا امتحان لینا چاہیے۔ چنانچہ راجہ نے‘ اپنی ڈیل ڈول کے حساب سے تیرہ آدمی منتخب کیے۔ انھیں شاہی لباس پہنایا گیا اور وہ تمام دربار میں راجہ بن کر بیٹھ گئے۔

بیربل دربار میں آیا تو اسے بتایا گیا کہ اس کا امتحان یہ ہے کہ اصل راجہ کو پہچان لے۔ یہ حددرجہ مشکل کام تھا۔ کیونکہ لباس‘ تخت اور تمام شاہی لوازمات سب کے لیے یکساں تھے۔ بیربل نے دستور کے مطابق کورنش بجالائی۔ مگر اس دورانیہ کو اس نے معمول سے تھوڑا سا طویل کر دیا۔ اس کے فوراً بعد بیربل نے کہا کہ تیسرے نمبر پر جو شخص براجمان ہے وہی اصل بادشاہ ہے۔ یہ بات مکمل طور پر درست تھی۔ مقامی راجہ حیران رہ گیا کہ ان تمام راجاؤں میں جو ایک جیسے لگتے تھے۔ بیربل نے اصل بادشاہ کو کیسے پہچانا۔ حیرت سے بیربل سے سوال کیا کہ آپ نے مجھے کیونکر پہچانا کیونکہ آپ تو میری شکل سے بھی واقف نہیں۔ بیربل نے انتہائی سنجیدگی سے جواب دیا کہ جب میں کورنش بجالا رہا تھا۔ تو تمام لوگ جو راجہ کا بھیس بدل کر بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ ایک دوسرے کو دیکھنے کے بجائے صرف آپ کو دیکھ رہے تھے۔ اس سے مجھے اندازہ ہوا کہ وہ تمام نقلی بادشاہ ہیں اور اصل بادشاہ آپ ہیں۔

مقامی راجہ بیربل کی ذہانت سے حددرجہ متاثر ہوا اور اس نے بیربل کو شاہی خلعت سے نوازا اور بیش قیمت تحفے تحائف عطا کیے۔ یہ مستند ترین واقعہ بیربل کی غیر معمولی ذہانت کو ظاہر کرتا ہے۔ اسی سے منسلک ایک اور واقعہ بھی عرض کرتا ہوں۔ اکبر نے ایک دن اپنے درباریوں کو کہا کہ اگلے دن جب وہ دربار میں آئے تو ان کے پاس مرغی کا ایک انڈا ہونا چاہیے۔ بیربل اس دن دربار میں موجود نہیں تھا۔ اکبر یہ جاننا چاہتا تھا کہ جب وہ تمام درباریوں کو ایک انڈا حاضر کرنے کا حکم دے گا اور بیربل خالی ہاتھ ہو گا تو اس کی کیا کیفیت ہو گی اور وہ کیا بات کرے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اگلے دن دربار منعقد ہوا۔ اکبر نے حسب وعدہ تمام درباریوں کو حکم دیا کہ وہ مرغی کا ایک انڈا لے کر آئیں۔ بیربل بھی موجود تھا اسے بھی یہی حکم دیا گیا۔ بیربل نے کونے کھدروں میں انڈا تلاش کرنے کی بھرپور کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔

اسی اثناء میں تمام درباری ایک ایک انڈا لے کر حاضر خدمت ہو گئے۔ بادشاہ نے بیربل سے پوچھا کہ آپ انڈا کیوں نہیں لا سکے۔ وزیر باتدبیر نے ایک حددرجہ عجیب حرکت کی۔ اس نے مرغے کی طرح آوازیں نکالنا شروع کر دیں۔ کہنے لگا کہ یہ تمام درباری تو مرغیاں ہیں لہٰذا یہ انڈے لا سکتی ہیں۔ مگر میں اک مرغا ہوں اور انڈے دینا میرے بس کی بات نہیں۔

مغل بادشاہ بیربل کے اس غیر متوقع جواب سے بہت متاثر ہوا اور اس کے دل میں بیربل کی بزلہ سنجی اور شگفتگی کی مزید دھاک بیٹھ گئی۔ اکبر اعظم مکمل ان پڑھ ہونے کے باوجود اپنے ذہین وزیروں کی بدولت نصف صدی تک برصغیر پر حکومت کرتا رہا۔ اس کی کامیابی کا اصل راز اس کے نورتن تھے۔ جنھیں آج تک یاد رکھا جاتا ہے۔

گزشتہ مہینوں میں موجودہ حکومت کے اکابرین کی کارکردگی کو دیکھیے تو ایک نقطہ کھل کر سامنے آتا ہے کہ یہ لوگ زمانہ شناس نہیں ہیں۔ بلکہ اس کے متضاد یہ معاملے کو بگاڑنے کے لیے ہر وقت کچھ نہ کچھ فرماتے رہتے ہیں۔ یہ معاملہ صرف موجودہ حکومت کا ہی نہیں بلکہ سابقہ حکومتوں کے اندر بھی وزیر باتدبیر حددرجے کم تھے۔ تحریک انصاف کے ہوابازی کے وزیر کا یہ فرمانا کہ ہماری قومی ایئرلائنز کے اکثر پائلٹ جعلی سندوں پر بھرتی ہوئے ہیں اور ان کی اہلیت پر بھی سنجیدہ سوالات ہیں۔ اس سے ہماری قوم ایئرلائن کو جس قدر نقصان ہوا‘ وہ شاید آج تک پورا نہیں ہو سکا۔ ہو سکتا ہے کہ سابقہ وزیر سچ بول رہے ہوں۔

مگر ہر سچ کو اخباری بیان کی صورت میں لانے سے معاملات حددرجہ بگڑ سکتے ہیں۔ کمال یہ ہے کہ موصوف کو سابقہ وزیراعظم نے نہ عہدے سے ہٹایا اور نہ ہی ان کی بازپرس کی۔ اس سے پرانے ادوار میں بھی تقریباً یہی حال تھا۔ دراصل ہمارے حکمران اتنے ڈرے ہوئے لوگ ہیں کہ یہ قابل اور ذہین آدمی کو اپنے لیے شدید خطرہ محسوس کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ کہ ان کے اردگرد حددرجہ عامیانہ سوچ کے لوگ موجود رہتے ہیں۔ جو قطعاً اندازہ نہیں کر سکتے کہ کس مواقع پر کونسی بات کرنی ہے اور کس بات سے گریز کرنا ہے۔

موجودہ دور بھی جعلی بزرجمہروں سے اٹا ہوا ہے۔ غلط موقع پر حددرجہ غلط بات کرنی یہ اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ امریکی الیکشن کو پاکستانی حکومت کے زاویہ سے دیکھیں تو یہ کم عقلی کھل کر سامنے آ جاتی ہے۔ کوئی بھی ایسا شخص جو امریکن سیاست کی معمولی سی سمجھ بوجھ رکھتا ہے‘ اسے معلوم تھا کہ حالیہ چناؤ میں ٹرمپ جیتے گا۔ مگر اس نقطے کو سنجیدگی سے لینے کے بجائے اسے غلط جملوں کی نذر کر دیا گیا۔ الیکشن سے پہلے موجودہ حکومت کے اہم ترین لوگوں نے ٹرمپ کے خلاف اتنے مشکل بیان دیے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ امریکی سیاست کو بالکل نہیں سمجھتے۔

بین الاقوامی رجحانات پر ان کی گہری نظر تو کیا‘ انھیں جاہلانہ ادراک تک نہیں ہے۔ گمان تھا کہ شاید ان کے بے ڈھنگے بیانات کی بدولت امریکا میں سیاست کا رخ تبدیل ہو جائے گا۔ جو بائیڈن جو کہ موجودہ ہابریڈ نظام کا ضامن ہے‘ اس کی ٹیم دوبارہ وائٹ ہاؤس میں موجود رہے گی۔ بات یہاں نہیں ختم ہوتی۔ ان ناعاقبت اندیش لوگوں نے امریکا اور یورپ میں مقید پاکستانی تارکین وطن کا بھی مذاق اڑانا شروع کر دیا۔ ان کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ خصوصاً امریکا میں‘ متمول پاکستانی کتنی طاقت اور اہمیت کے حامل ہیں۔

چنانچہ وہی ہوا کہ امریکا میں مقیم پاکستانیوں نے یکسوئی کے ساتھ ٹرمپ کا ساتھ دیا۔ دولت مند تارکین وطن نے ٹرمپ کی جماعت کی بھرپور فنڈنگ کی۔ اور وہ مسلسل الیکشن سے پہلے ٹرمپ کی ٹیم سے رابطے میں رہے۔ یہ معاملہ آج تک جاری ہے۔ ہمیں اندازہ نہیں ہے کہ رچرڈ گرینل کے بیانات دراصل آنے والے امریکی صدر کی مرضی سے جاری ہو رہے ہیں اور امریکا کے طاقتور ترین لوگ پاکستانی موجودہ نظام کے متعلق تشویش میں مبتلا ہیں۔

اس سے بھی زیادہ غیر عقل مندی کی یہ حرکات کی گئیں کہ ہمارے اعلیٰ ترین حکمران طبقے نے اپنی ٹویٹس کو ڈیلیٹ کرنا شروع کر دیا۔ ان کو یہ نہیں پتا تھا کہ ٹویٹ کو ڈیلیٹ کرنا ناممکن۔ حکمرانوں کو چاہیے تھا کہ اپنے ان تمام سرخیل وزراء کو گھر بھیجتے تاکہ امریکا کو مضبوط پیغام جاتا کہ ان کا انفرادی فعل‘ حکومتی پالیسی سے مطابق نہیں رکھتا۔

اگر آج سے سیکڑوں سال پہلے بیربل‘ اصل راجہ کو پہچان سکتا ہے تو ہمارے موجودہ حکمرانوں کو بھی ایسے عقل مند مشیر چاہئیں جو انھیں مصائب سے نکال سکیں اور ملک کو بین الاقوامی سطح پر تنہائی کا شکار نہ ہونے دیں۔ مگر یہ خواہش تو ہو سکتی ہے پر ایسا ہونا ناممکن ہے؟